نحمده و نصلي علی رسوله الکریم أما بعد
فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، بسم الله الرحمن الرحيم

خطبہ نمبر ۴۳

جمعہ کے خطبات

موضوع

امام احمد رضا رُخ حیات کی چند جھلکیاں

مرتب
محمد ابو ہریرہ رضوی مصباحی

ڈائریکٹر
محمد ابو ہریرہ رضوی مصباحی

ناشر
مجلس علمائے جھارکھنڈ

بیادگار
رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ
زیر سرپرستی حضرت مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی
زیر صدارت حضرت مفتی انور نظامی مصباحی
زیر حمایت حضرت مولانا قطب الدین رضوی
زیر ہدایت حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی
زیر عنایت حضرت حافظ عبد المبین رضوی
زیر قیادت حضرت مولانا حبیب عالم رضوی
سوغات جمعہ
مجلس ادارت
مفتی شاہد رضا مصباحی
مولانا طفیل احمد مصباحی
مولانا ابوہریرہ مصباحی
مفتی قطب الدین رضا مصباحی
مفتی صفی اللہ مصباحی
مفتی فیضان سرور مصباحی
مولانا طارق انور مصباحی
مفتی داؤد علی مصباحی
مفتی شہباز احمد مصباحی
مجلس مشاورت
مولانا حسیب اختر مصباحی
مفتی ناصر حسین مصباحی
مفتی عالم نوری مصباحی
مفتی سخاوت علی مصباحی
مفتی امام الدین مصباحی
مفتی پرویز عالم مصباحی
مفتی فیض اللہ مصباحی
مولانا احسان الحق مصباحی
مولانا شاداب مصباحی
مفتی رضوان احمد مصباحی
مفتی عبد الوکیل مصباحی
مفتی عاقب جاوید مصباحی
مولانا توفیق عالم مصباحی
مولانا وقار احمد مصباحی
مولانا فیضان رضا علیمی
مفتی رجب علی مصباحی
مفتی روشن ازہری مصباحی
مولانا احمد رضا مصباحی
مولانا مشاہد رضا مصباحی
مولانا شمس الزماں جامعی
مولانا مناظر حسن مصباحی
مولانا صابر علی رضوی
مفتی فیصل رضا مصباحی
مفتی شمیم اختر مصباحی
مولانا غلام ربانی مصباحی
مولانا جاوید اختر مصباحی
مولانا عطاء المصطفی مصباحی
مولانا یونس رضا مصباحی
ناشر:- مجلس علمائے جھارکھنڈ
پیشکش المصباح پرنٹنگ پریس
9199247426
6299758276

امام احمد رضا

رخ حیات کی چند جھلکیاں

از: محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی-{رام گڑھ}

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا

[سورہ: فاطر-آیت:٢٨]

صدق اللہ العظیم وبلغنا رسولہ الکریم

معزز سامعین کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درود شریف پڑھیں:

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

عزیزان گرامی!

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا [سورہ:فاطر-آیت:٢٨]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں [کنزالایمان]

مجدد کی شان:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

[ابوداؤد شریف-ج:٢-ص:٢٤١-حدیث نمبر ٤٢٩١]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس امت کے لی ہر سو برس پر ایک مجد د بھیجتا رہے گا، جوان کا دین تازہ کرے گا-

۱۰۰ سال کے عرصے میں مذہب اسلام پر جو گرد و غبار پڑ گئی ہے مجد دوقت آئے گا اور غبار کو صاف کر دے گا- دین اسلام کو تازہ کر دے گا- مجد دین کا یہ سلسلہ پہلی صدی سے جاری ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا- انھیں مجد دینِ اسلام میں ایک نام مجد د اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کا بھی ہے-

۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو پٹنہ کے تاریخی اجلاس میں ہند و پاک اور بنگلہ دیش (متحدہ ہندوستان) کے سیکڑوں علما و مشائخ کی موجودگی اور اتفاقِ رائے سے آپ کو "مجددِ مائۃِ حاضرہ" (موجودہ صدی، یعنی چودھویں صدی کے مجد د) کا خطاب دیا گیا-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ایک کثیر الجہات شخصیت کا نام ہے، تیرہویں صدی ہجری میں جب گمرہی کا دور دورہ تھا.

جب یہ کہا جا رہا تھا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بھی جھوٹ بول سکتا ہے. !!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی آجائے تو آپ کے خاتم النبین ہونے میں کوئی فرق نہیں آئے گا. !!

مرزا غلام احمد قادیانی نے تو نبی ہونے کا دعویٰ ہی کر ڈالا-

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز باتیں کہی گئیں- کسی نے کہا کہ وہ تو ہماری طرح بشر ہیں. !

کسی نے کہا کہ انھیں تو پیٹھ پیچھے کی خبر نہیں !

کوئی ان کے علم کو شیطان اور ملک الموت کے علم سے کم بتانے لگا-

جب دشمنانِ رسول چراغ مصطفیٰ کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے- جب گمراہیت پھیل رہی تھی، اس اندوہناک وقت میں اعلیٰ حضرت بریلی کی دھرتی پر جلوہ افروز ہوئے، اور عقل و شعور کی آنکھیں کھولتے ہی دشمن رسول اور عاشق رسول کے مابین خط امتیاز کھینچا، اور باطل افکار و نظریات کا رد بلیغ فرمایا-

میں آج آپ حضرات کے سامنے انھیں کی زندگی کے کچھ تابندہ نقوش اور زریں خدمات پیش کرنے جا رہا ہوں-

پیدائش:

اعلیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بروز شنبہ وقت ظہر مطابق ۱۵ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں ایک دینی و علمی گھرانے میں پیدا ہوئے-

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اپنا سالِ ولادت خود بیان فرمایا ہے: "بحمد اللہ تعالیٰ میری ولادت کی تاریخ اس آیت کریمہ میں ہے: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ {سورہ: مجادلہ، آیت، ۲۲}

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی ہے-

{سوانح اعلیٰ حضرت، از: علامہ بدالدین رضوی مصباحی، ص: ۸۸. ناشر: نوریہ بکڈپو، براؤں شریف، سن طباعت: ۲۰۰۱ء}

اعلیٰ حضرت اُن عظیم انسانوں میں سے ہیں، جن کے دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ ان کی مدد فرمائی ہے، چناں چہ خود اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے: کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے

کر دیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہو گا لاالہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا ہو گا محمد رسول اللہ.

خدا ایک پر ہو تو اک پر محمد
اگر قلب اپنا دو پارہ کروں میں

{سوانح اعلیٰ حضرت،ص: ۸۹}

عہد طفلی:

اعلیٰ حضرت کا بچپن بہت ہی ناز ونعم میں گزرا، آپ بچپن میں بچوں کے ساتھ نہ کھیلتے، محلہ کے بچے کبھی کھیلتے ہوئے گھر آجا تے تو آپ ان بچوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوتے-

طہارتِ نفس، اتباعِ سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسنِ سیرت جیسے اوصاف آپ کی ذات میں بچپن ہی سے ودیعت تھے- اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی زبان کھلی، تو صاف تھی، دوسرے بچوں کی طرح کج مج نہ تھی-غلط الفاظ آپ کی زبان پر کبھی نہیں آئے-

بچپن کے حیرت انگیز واقعات:

عزیزان ملت اسلامیہ!

ابھی اعلیٰ حضرت کا بچپن ہے، تعلیم کی شروعات ہو رہی ہے، رسم بسم اللہ خوانی کا پہلا دن ہے، ابھی بالکل پڑھائی کی ابتدا ہے اور بسم اللہ خوانی ہی کے دن الف، با، تا، پڑھتے ہوئے لفظ "لام الف" پر حیرت انگیز عالمانہ اعتراضات کیے-

(اس کی کچھ تفصیل یوں ہے کہ اس دن استاذ محترم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد الف، با، تا، ثا جس طرح بچوں کو پڑھایا جاتا ہے پڑھانا شروع کیا-اعلیٰ حضرت استاذ کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے، لیکن جب لام الف (لا) پڑھنے کی باری آئی، استاذ نے فرمایا: کہو: لام الف-اعلیٰ حضرت خاموش رہے اور لام الف نہ پڑھا-استاذ نے دوبارہ کہا: کہو میاں! لام الف-آپ نے عرض کیا لام اور الف تو میں ابھی اوپر پڑھ چکا ہوں یہاں دوبارہ پڑھانے کی کیا ضرورت؟ اس وقت آپ کے جدامجد عالم ربانی حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی قدس سرہ نے جو جامع کمال ظاہری وباطنی تھے (اپنی فراستِ ایمانی سے بھانپ لیا) فرمایا: بیٹا استاذ کا کہا مانو، جو کہتے ہیں پڑھو، اعلیٰ حضرت نے جدامجد کے حکم کی تعمیل کی اور اپنے جدِامجد کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے، داداجان نے اپنی فراست ایمانی سے سمجھ لیا کہ اس بچے کو شبہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ حروفِ مفردہ کا بیان ہے-اب اس میں ایک مرکب لفظ کیسے آیا؟ ورنہ یہ دونوں حروف (الف..اور لام) الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں. پھر جدامجد نے انھیں سمجھایا-بیٹا! تمھارا خیال درست ہے اور سمجھنا بجا (ٹھیک) ہے-مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس الف کو پڑھا ہے حقیقت میں وہ ہمزہ ہے اور یہ درحقیقت الف ہے، لیکن الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ شروع کرنا ناممکن ہے، اس لیے ایک حرف یعنی لام، پہلے لاکر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے. اعلیٰ حضرت نے پھر ایک اعتراض کیا، ابھی پڑھائی کا پہلا ہی دن ہے، کتنے ذکی و ذہین تھے اعلیٰ حضرت بولے: آپ کہتے ہیں تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا، اتنے دور کے بعد لام کی کیا خاصیت ہے؟ با، تا، دال، سین بھی شروع میں لاسکتے تھے-حضرت جدامجد نے غایت محبت و شفقت میں اپنے عظیم پوتے کو سینے سے لگالیا اور دل سے بہت دعائیں دیں-

پھر جدامجد نے جواب دیا کہ الف اور لام میں صورت اور سیرت کے اعتبار سے ایک خاص مناسبت ہے، ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی صورت ایک جیسی ہوتی ہے-

"لا" میں لام اور الف تقریبًا یکساں نظر آتے ہیں اور دونوں میں سیرۃً اس طرح یکسانیت ہے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے- یعنی دونوں میں قلبی تعلق ہے){ملخصا، حیات اعلیٰ حضرت جلداول،ص:۱۱۰تا۱۱۱}

ایک مولوی صاحب جو چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت بھی ان سے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے. ایک دن کا واقعہ ہے کہ "جب آپ قرآن پاک پڑھتے تھے تو ایک روز آپ کے سبق میں عجیب ماجرا ہوا- استاذ نے ایک جگہ کچھ اعراب بتایا آپ نے استاذ کے بتانے کے خلاف پڑھا- انھوں نے دوبارہ کرخت آواز سے بتایا آپ نے پھر وہی پڑھا جو پہلے پڑھا تھا- آپ کے والد ماجد جو قریب ہی کمرے میں بیٹھے تھے انھوں نے سیپارہ (جو پارہ پڑھ رہے تھے) منگا کر دیکھا تو سیپارے میں استاد کے بتانے کے موافق تھا- آپ بھی وہاں چوں کہ کتابت کی غلطی محسوس کر رہے تھے آپ نے قرآن پاک منگایا- اس میں وہی اعراب پایا جو اعلیٰ حضرت نے بار بار پڑھا تھا- باپ نے بیٹے سے دریافت کیا کہ تمھیں جو استاد بتاتے تھے وہی تمھارے سیپارے میں بھی تھا، تم نے استاد کے بتانے کے بعد بھی نہیں پڑھا- اعلیٰ حضرت نے عرض کیا: میں نے ارادہ کیا کہ استاد کے بتانے کے موافق پڑھوں مگر زبان نے یارا نہ دیا (مگر زبان نے ساتھ نہیں دیا) اس پر ان کے والد ماجد وفورِ مسرت سے آبدیدہ ہوگئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس بچے کو "ماانزل اللہ" کے خلاف پر قدرت ہی نہیں دی گئی ہے- یہ تھے آثارِ مجددیت-

{سیرت اعلیٰ حضرت-از:علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ، ص:۴۲-۴۳. ناشر:امام احمد رضا اکیڈمی میں، بریلی شریف، سن اشاعت ۲۰۱۲ء}

محترم سامعین!

اعلیٰ حضرت ابھی چھوٹے ہیں، ان پر روزہ فرض نہیں ہوا ہے، مگر گھر کے سارے افرد کو روزہ رکھتے دیکھ کر ایک دن آپ نے بھی روزہ رکھ لیا-

علامہ حسنین رضا بریلوی لکھتے ہیں :

رمضان المبارک، گرمی کے موسم میں تھا اور اعلیٰ حضرت قبلہ خورد سال (چھوٹے) تھے، مگر آپ نے بڑی خوشی سے پہلا روزہ رکھا تھا، ٹھیک دوپہر میں چہرۂ مبارک پر ہوائیاں اڑنے لگیں، آپ کے والد ماجد نے دیکھا تو آپ کو اس کمرے میں لے گئے جہاں فیرنی جمانے کے لیے رکھے گئے تھے، اور اندر سے کواڑ بند کرکے اعلیٰ حضرت کو فیرنی کا ایک ٹھنڈا پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا کہ لو کھالو، تو آپ نے عرض کیا میرا تو روزہ ہے، والد محترم نے فرمایا کہ بچے کے روزے ایسا ہی ہوا کرتے ہیں، کمرہ بالکل بند ہے، نہ کوئی آسکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے- تو اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ جس کا روزہ رکھا ہے وہ پروردگار تو دیکھ رہا ہے، اس پر والد محترم آبدیدہ ہوگئے اور خدا کا شکر ادا کیا کہ خدا کے عہد کو یہ بچہ کبھی فراموش نہیں کرے گا- {سیرت اعلیٰ حضرت، ملخص، ص:۴۳-۴۴..بتصرف}

صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں اعلیٰ حضرت نے تمام مروجہ درسی علوم و فنون سے فراغت حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ درس و تدریس کا آغاز کیا، ساتھ ہی منصبِ افتا کی عظیم ذمہ داری بھی بحسن و خوبی انجام دینے لگے-

بیعت و خلافت:

عالم اسلام کی عبقری شخصیت امام احمد رضا قدس سرہ ۲۲/سال کی عمر میں ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں تاج الفحول علامہ شاہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ کے ایما پر اپنے والد ماجد علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمہ کی معیت میں مارہرہ شریف حاضر ہوئے- صاحب سجادہ حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ان کے دستِ حق پرست پر سلسلۂ عالیہ قادریہ

برکاتیہ میں بیعت ہوئے-اسی وقت والدِ گرامی کے ساتھ اجازت و خلافت سے بھی نوازے گئے-

حضرت سید شاہ آل رسول علیہ الرحمہ ان لوگوں میں سے تھے جو پہلے اپنے مریدین کو ریاضت و مجاہدے کی سخت منزلوں سے گزارتے، ان کے قلوب کا مکمل طور پر تزکیہ و تصفیہ کرتے، پھر خلافت کے قابل سمجھتے تب اجازت و خلافت سے نوازتے-
مگر اعلیٰ حضرت اور ان کے والد محترم بغیر کسی ریاضت و مجاہدے کے بیعت کے ساتھ ساتھ تمام سلاسل کی اجازت سے بھی نواز دیئے گئے- اس بارگاہ میں رہنے والوں کے لیے یہ حیران کن لمحہ تھا- مریدین میں سے کسی نے عرض کیا کہ "حضور اس بچے پر یہ کرم کہ مرید ہوتے ہی تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا ہوگئی، نہ ضروری ریاضت کا حکم ہوا، نہ چلہ کشی کرائی-" اس کے جواب میں حضرت سیدنا آل رسول نے فرمایا: کہ تم کیا جانو، یہ بالکل تیار آئے تھے، انھیں صرف نسبت کی ضرورت تھی، تو یہاں آکر وہ ضرورت بھی پوری ہوگئی- یہ فرما کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا کہ رب العزت دریافت فرمائے گا کہ آل رسول تو دنیا سے ہمارے لیے کیا لایا، تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا-

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:
روزِ محشر اگر مجھ سے پوچھے خدا
بول آل رسول تو لایا ہے کیا
عرض کردوں گا لایا ہوں احمد رضا
یا خدا یہ امانت سلامت رہے-

عشق رسول:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، بخاری شریف کی حدیث ہے آقا فرماتے ہیں: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ-
{بخاری شریف، جلد اول، ص:۷، حدیث نمبر ۱۵. مطبع، مجلس برکات، الجامعة الاشرفیه، مبارك پور، سن اشاعت ۲۰۰۷ء}

ترجمہ: تم میں کا کوئی شخص مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں باپ سے بیٹے سے اور سب لوگوں سے-

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس قدر سرشار تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بھی گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے-آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ عشقِ رسول میں گزرا ہے، امام احمد رضا کا ایک ایک کام عشق مصطفیٰ میں ہوا ہے، انھوں نے جو بھی لکھا ہے عشقِ رسول کے آئینے میں لکھا ہے، فتاویٰ لکھا ہے تو عشقِ رسول میں، ہر تصنیف و تالیف کو عشق رسول کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے، کنز الایمان لکھا تو عشقِ رسول میں، آپ کے شب و روز کے بیشتر اوقات ذکر حبیب ہی میں کٹے-

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

جان ہے عشقِ مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

عزیزان ملت اسلامیہ!

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں روزانہ بے شمار خطوط آتے تھے، اپنوں کے بھی غیروں کے بھی، دشمنانِ رسول گالیاں لکھ لکھ کر بھیجا کرتے تھے مگر میرے امام احمد رضا اس کا جواب گالی سے نہیں دیتے تھے بلکہ یہ فرماتے تھے: کہ میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دینِ حق کی سپر بنایا کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے، گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں- {الملفوظ دوم، ص: ٣٣٧، بحوالہ تعظیم نبی اور امام احمد رضا، ص: ٤٢٢. از: محمد عیسی رضوی}

احترامِ سادات:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا پورا کا پورا گھرانہ سادات کرام کی عزت و توقیر میں لگا رہتا، ہر تقریب میں خاندان اعلیٰ حضرت سادات کرام کو ضرور مدعو کرتے، دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان کے حصہ میں تبرک دوگنا ہوتا تھا،

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک کم عمر صاحب زادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لیے کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے- بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سید زادے ہیں- لہٰذا گھر والوں کو سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تاکید فرمادی کہ صاحب زادے صاحب سے کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں- کھانا وغیرہ اور جس شئ کی ضرورت ہو حاضر کی جائے-

جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتی رہے- چناں چہ حسب ارشاد تعمیل ہوتی رہی-

{حیات اعلیٰ حضرت - از: ملك العلما علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ، ص: ٢٢٣، جلداول، مطبوعہ، رضا اکیڈمی، ممبئی}

ایک اور واقعہ ملاحظہ کرلیں:

ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے، زندگی غربت سے بسر ہوتی تھی، اس لیے سوال کیا کرتے تھے- مگر سوال کی شان عجیب تھی، جہاں پہنچتے فرماتے دلواؤ سید کو- ایک دن اتفاق کہ اس وقت پھاٹک میں کوئی نہ تھا، سید صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی: دلواؤ سید کو!

اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن ذاتی اخراجاتِ علمی یعنی کتاب و کاغذ وغیرہ کے لیے دادو دہش کے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے، اٹھنی چونی بھی تھے، (اس زمانے میں اٹھنی چونی بھی بہت کام کے تھے) کہ جس چیز کی ضرورت ہو صرف فرمائیں.
اعلیٰ حضرت نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے، سید صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لاکر حاضر کردیا اور ان کے روبرو لیے ہوئے کھڑے ہوگئے- جناب سید صاحب دیر تک ان کو دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونی لے لی- اعلیٰ حضرت نے فرمایا حضور! یہ سب حاضر ہیں- سید صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے- غرض جناب سید صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے- اعلیٰ حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے- پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو! سید صاحب کو آئندہ آواز دینے کی ضرورت نہ پڑے- جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے فوراً ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کیا کرو- سبحان اللہ وبحمدہ! تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو-

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو نذر لیے راہِ گدا دیکھ رہا ہو-

{حیات اعلیٰ حضرت، ص: ٢٣٤}

محترم سامعین کرام!

مذکورہ واقعات سے، ساداتِ کرام کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے والہانہ عقیدت و محبت کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے-اعلیٰ حضرت کو جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی وہی آل رسول سے بھی بے پناہ عقیدت و محبت تھی.
جبھی تو اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سر ضیاء الدین اور مسئلہ ریاضی:

ہندوستان کی مشہور و معروف مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین، یورپ کی کسی یونیورسٹی سے ریاضی کا کورس مکمل کر کے آئے-

اور ہندوستان کے بلند پایہ ماہرینِ ریاضیات میں انھوں نے اپنا ایک الگ مقام بنایا- مگر ریاضی کا ایک مسئلہ ان سے حل نہیں ہو رہا تھا بالآخر ڈاکٹر صاحب نے اس مسئلہ کے حل کے لیے جرمنی جانے کا ارادہ کیا- "تو انھیں سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت نے (جو اس وقت مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے پروفیسر تھے) اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے بریلی شریف جاکر امام احمد رضا سے رجوع کرنے کو کہا- چناں چہ سید سلیمان اشرف اور سید مہدی حسن مارہروی کے ہم راہ ڈاکٹر ضیاء الدین بریلی شریف پہنچے، اور اعلیٰ حضرت سے مسئلے کا حل دریافت کیا- اعلیٰ حضرت نے سنتے ہی برجستہ جواب عنایت فرما دیا- تشفی بخش جواب سنتے ہی ڈاکٹر صاحب کو سخت حیرت ہوئی، گویا آنکھوں سے پردہ اٹھ گیا اور بے اختیار بول اٹھے: "میں سنا کرتا تھا کہ علم لدنی بھی کوئی چیز ہے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا- میں تو اس مسئلے کے حل کے لیے جرمنی جارہا تھا لیکن ہمارے پروفیسر (سلیمان اشرف) صاحب نے میری رہ نمائی کی" - کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب پر اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت اور اعلیٰ اخلاق کا ایسا اثر ہوا کہ علی گڑھ آتے ہی انھوں نے داڑھی رکھ لی اور صوم و صلوٰۃ کے پابند ہو گئے"- {ماہنامہ اشرفیہ، اگست-۱۹۸۰ء- ص: ۱۸}

فتویٰ نویسی اور فتاویٰ رضویہ:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے آٹھ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی کا کام شروع کر دیا تھا، اور علمِ فرائض کا ایک مسئلہ تحریر فرمایا تھا- تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کے جب ہوئے تو باضابطہ طور پر منصبِ افتا کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی گئی-

پہلا استفتا جو آپ کی بار گاہ میں آیا وہ رضاعت کا تھا، وہ سوال یہ تھا: کہ اگر بچے کی ناک میں کسی طرح دودھ چڑھ کر حلق میں پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟

اعلیٰ حضرت نے بڑے محققانہ انداز میں اس کا جواب تحریر فرمایا: کہ منھ یا ناک سے عورت کا دودھ جو بچے کے پیٹ میں پہنچے گا حرمتِ رضاعت لائے گا- {امام احمد رضا نمبر، ص: ۳۴۰}

یہ امام احمد رضا کا فتوی نویسی کا آغاز تھا، اتنی کم عمر میں افتا کی ذمہ داری سنبھالنے کی تاریخ کہیں اور نہیں ملتی، یہ انفرادی شان ہے امام احمد رضا کی-

آپ تقریباً ۵۴/سال تک مسلسل فتاویٰ صادر فرماتے رہے، اور اس کے لیے آپ کو نہ تو کوئی تنخواہ ملتی نا کوئی معاوضہ بلکہ فی سبیل اللہ یہ ساری خدمات انجام دیتے- فقہ وفتویٰ میں آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے- آپ کے فتوؤں کا مجموعہ "فتاویٰ رضویہ" کے نام سے موجود ہے، جو در حقیقت فقہِ حنفی کے مطابق جاری کردہ ہزاروں فتاویٰ جات کا مجموعہ ہے، اس علمی ذخیرہ کو فقہ حنفی کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاتا ہے، اس کا پورانا "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ "ہے، اب یہ ۳۲ جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے، اہل علم کے نزدیک اس کی حیثیت ماخذ و مرجع کی ہے، فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے جو بات کہی جاتی ہے وہ قولِ فیصل کی حیثیت رکھتی ہے-

کنز الایمان:

امامِ اہلِ سنت نے تفہیمِ قرآن کے لیے بھی زبردست کام کیا ہے، آپ کے تفہیمِ قرآن کی امتیازی شان اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت، تقدس و جلالت کا مکمل طور پر خیال رکھا ہے-
ترجمے تو بہت سارے افراد نے کیے مگر ترجمۂ قرآن کنز الایمان میں جو انفرادیت اور امتیازی خصوصیت پائی جاتی ہے وہ دوسرے ترجموں میں نہیں پائی جاتی- یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی کنز الایمان کی تعریف کر رہے ہیں-

امیر جماعت اہل حدیث پاکستان، سعید یوسف زئی نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ: یہ ایک ایسا ترجمۂ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت و تقدس وعظمت و کبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے- جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتبۂ فکر کے علما ہوں، ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے- اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روز جزا سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ مولانا احمد رضا خاں نے اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحب "ما ینطق عن الھوی" اور "ورفعنا لک ذکرک" کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے- یہ ایک ایسی خوبی ہے جو دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے- ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ترجمہ میں وہ چیزیں پیش کی ہیں جن کی نظیر علماے اہل حدیث کے یہاں بھی نہیں ملتی-
{سالنامہ معارف رضا، کراچی- ۱۴۱۸ھ، ص: ۲۰}

محترم حضرات!
کنز الایمان کی شہرت و مقبولیت اور کثرتِ اشاعت کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قبولیت کی سند پاچکا ہے-

امام احمد رضا اور ردِ بدعات و منکرات:

(۱) ہندوؤں کے میلوں میں جانا:

ہندوؤں کے تہواروں میں جو لوگ جاتے ہیں وہ کان کھول کر امام عشق و محبت کا فرمان سن لیں: ان (ہندوؤں) کا میلہ دیکھنے کے لیے جانا مطلقاً ناجائز ہے- {عرفان شریعت، ج، اول، ص: ۲۷}

(۲)عورتوں کا مزارات پر جانا:

عورتوں کے لیے زیارت قبور و مزارات اولیا کے متعلق سوالات کے جواب میں ارشاد فرمایا:"عورتوں کے مزارات اولیا، مقابرِ عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے"- {احکام شریعت.ج،دوم،ص:۱۸}

فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں:اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں- {فتاویٰ رضویہ.ج،٤،ص:١٦٥-مطبع رضااکیڈمی}

(۳)فرضی قبریں:

فرضی مزار کے تعلق سے لکھتے ہیں:فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے- {ایضاً.ج،٤،ص:١٥}

(۴)قبر کا بوسہ وطواف:

اس کے متعلق فرماتے ہیں:بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے، اور بوسہء قبر میں علما کا اختلاف ہے، بچنا بہتر ہے{احکام شریعت...فتاویٰ رضویہ.ج،۴،ص:۸}

(۵)سجدۂ تعظیمی حرام ہے:

اس سلسلے میں مستقل ایک رسالہ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے "الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ" اس رسالے میں آپ نے واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ کسی بندے کو سجدۂ تعظیمی کرنا حرام ہے-

(٦)محرم اور صفر میں شادی:

آپ سے سوال کیا گیا کہ محرم اور صفر میں نکاح(شادی)کرنا منع ہے کیا؟جواب دیا نکاح کسی مہینہ میں منع نہیں، یہ غلط مشہور ہے- {الملفوظ،ج،اول،ص:٣٦}

معزز سامعین کرام!اس کے باوجود بھی لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو بدعتی کہتے ہیں-مذکورہ باتوں میں دیکھیں کہ اعلیٰ حضرت نے کیسے کیسے خرافات سے لوگوں کو منع کیا ہے-ایسے اور بھی بہت ساری باتیں ہیں جن سے اعلیٰ حضرت نے منع فرمایا ہے-لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے میں نے صرف کچھ باتوں کا ذکر کیا ہے-جنھیں اس سلسلے کی مزید تفصیلات دیکھنا ہوں وہ سید فاروق القادری کی کتاب "فاضلِ بریلوی اور امورِ بدعت" کے ساتھ ساتھ علامہ یسین اختر مصباحی صاحب کی کتاب "امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات" ملاحظہ فرمائیں،ان کتابوں کو پڑھیں-

کراماتِ اعلیٰ حضرت:

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جہاں اپنے وقت کے مجددِ اعظم تھے وہی ایک باکرامت ولی کامل بھی تھے-

اختصار کے ساتھ کچھ کرامات سن لیں:

ایک مرتبہ چند مسائل کی تحقیق کے لیے حضور محدث سورتی علیہ الرحمہ پیلی بھیت سے بریلی شریف، تشریف لے گئے، اتفاق سے جب آپ آستانہء رضویہ پر پہنچے تو اس وقت رات کے دو بج رہے تھے اعلیٰ حضرت اس وقت تحریری کام میں مشغول تھے۔ حضرت محدث سورتی نہایت ادب کے ساتھ اعلیٰ حضرت سے ملے، عام طور پر اس وقت کھانا موجود ہونے کا بہت کم ہی تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن اس آستانے کا حال ہی کچھ اور ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خادم سے فرمایا کہ گھر پر خبر کردو کہ پیلی بھیت سے محدث

صاحب تشریف لائے ہیں، تین آدمیوں کا کھانا بھیج دیں جب کھانا پیش کیا گیا تو اعلیٰ حضرت بھی مہمان کے ساتھ دسترخوان پر رونق افروز ہو گئے، کھانے میں نیبو اور پیاز بھی کچھ زیادہ مقدار میں دسترخوان پر موجود تھی- محدث سورتی نے مسکرا کر فرمایا کہ اس وقت سیخ کے کباب ہوتے اور زیادہ لطف دیتے (محدث سورتی کباب بہت شوق سے کھاتے تھے) مہمان کی اس خواہش کو سنتے ہی اعلیٰ حضرت گھر میں تشریف لے گئے اور چند منٹ کے بعد جب باہر آئے تو ہاتھ میں ایک چٹنی کی پلیٹ تھی جس میں ۱۶/ کباب سیخ کے موجود تھے۔ قاری احمد صاحب لکھتے ہیں کہ کبابوں سے گرم گرم بھاپ نکل رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی تیار کیے گئے ہیں، جملہ مہمان، اعلیٰ حضرت کی اس کرامت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ {حیات اعلیٰ حضرت. جلد سوم، ص:۲۹۵-ناشر امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف}

گمشدہ کتاب کا مسودہ مل گیا:

محدث سورتی جب التعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی تحریر فرما رہے تھے تو ایک دن مسودہ آپ کی چوکی سے گم ہو گیا، آپ نے بہت تلاش کیا مگر نہ ملا، اعلیٰ حضرت سے اس کی گم شدگی کے بارے میں فرمایا گیا، چناں چہ آپ نے جواب دیا، ضائع نہیں ہوا بلکہ احتیاط سے رکھا ہوا ہے نیز آپ نے محدث سورتی سے فرمایا کہ آپ کی مسجد میں جنوں کی ایک جماعت رہتی ہے ان میں ایک صاحب علوم اسلامیہ سے واقف ہیں اور آپ کے درس حدیث میں بھی شامل رہتے ہیں وہ دیکھنے کے لیے لے گئے تھے مگر واپس رکھنا بھول گئے، آپ مسجد میں تلاش کیجیے، جب اس کی تلاشی ہوئی تو وہ مسودہ ایک اونچے طاق پر حفاظت سے رکھا ہوا ملا۔

{حیات اعلیٰ حضرت. جلدسوم، ص:۲۹۵}

اشرفیاں مل گئیں:

پیلی بھیت کی سیدانی صاحبہ نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت ایک سال ہوا، میں نے کچھ روپے اور اشرفیاں اپنے کمرے کے اندر ایک کونے میں دفن کر دیئے تھے مگر اب وہاں دیکھتی ہوں تو وہ نہیں ہیں. لڑکی کی شادی قریب ہے اور اسی کے لیے رکھے تھے-اعلیٰ حضرت نے فرمایا وہ اب اس جگہ نہیں ہیں بلکہ وہاں سے ہٹ کر کوٹھری میں فلاں جگہ پہنچ گئے ہیں-اعلیٰ حضرت کے بتانے کے مطابق اس جگہ دیکھا گیا تو سب مل گئے-پھر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ بغیر بسم اللہ کہے اگر کچھ دفن کیا جائے تو وہ اپنی جگہ پر قائم نہیں رہتا ہے {ایضاً}

قاتل مرید ہو گئے:

ایک مرتبہ مخالفین و معاندین کی جانب سے اعلیٰ حضرت کے قتل کی منظم سازش کی گئی اور دو آدمیوں کو اس ناپاک و ناروا کام کے لیے مقرر کیا گیا کہ وہ عشا کے بعد مسجد سے آتے ہوئے راستہ میں آپ کو شہید کر دیں-ایک دن یہ دونوں آدمی مسجد سے آپ کے پیچھے لگ گئے اور راستہ میں اپنے ناپاک خیال کی تکمیل کے لیے حملہ کرنا چاہا تو ایک خوف ناک چیخ مار کر وہ دونوں بے ہوش ہو کر گر پڑے-چیخ کی آواز سن کر کچھ لوگ ادھر ادھر سے آ گئے اور ان کو بے ہوش دیکھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کی- جب ان کے ہوش و ہواس بحال ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ آخر ایسا کیوں اور کس وجہ سے ہوا؟ تو ان لوگوں نے اعترافِ جرم کرتے ہوئے قتل کی سازش کا انکشاف کیا اور اپنی زبان سے اقرار کیا کہ جب ہم نے اپنے ارادۂ بد سے اعلیٰ حضرت پر حملہ کرنا چاہا تو اعلیٰ حضرت کے دائیں بائیں دو خطرناک شیر ظاہر ہوئے، اور ہماری طرف نہایت غضبناک طریقے سے بڑھے جس سے ہم اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے پھر معلوم نہ ہوا کہ کیا ہوا- یہ سن کر اعلی حضرت نے انتہائی اطمینان و سکون کے ساتھ فرمایا کہ بظاہر وہ شیر تھے لیکن در حقیقت اللہ کے پیارے

محبوب جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے عاشق و شیدا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد تھی-اس واقعہ کے بعد وہ دنوں شخص اسی وقت اعلیٰ حضرت کے سامنے تائب ہوئے اور مرید ہو گئے- {حیات اعلیٰ حضرت. جلدسوم- ص: ۲۳٦}

یہ تھی اعلیٰ حضرت کی شانِ ولایت-

وصال کی پیشن گوئی:

حضرات محترم!

جب محدث سورتی کا وصال ہوا تو اعلیٰ حضرت نے اس آیت قرآنی سے مادہ تاریخ وفات نکالا ''یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِاٰنِیَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّاَکۡوَابٍ''

خدا کی شان دیکھیے کہ محدث سورتی کے وصال کے چھ(٦) سال بعد جب اعلیٰ حضرت کا انتقال ہوا تو آیت مذکورہ میں صرف "واوَ" کے اضافے سے اعلیٰ حضرت کا سن وفات ۱۳۴۰ھ نکل آیا-

اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے شاگرد اعلیٰ حضرت، خلیفہء اعلیٰ حضرت، ملک العلماعلامہ ظفرالدین بہاری علیہ الرحمہ یوں لکھتے ہیں: فقیر قادری جب استاذی محدث سورتی کے وصال شریف کے بعد بنظرِ تعزیت پیلی بھیت حاضر ہوا، اس کے بعد اعلیٰ حضرت کی قدم بوسی کے لیے (بریلی شریف) حاضری دی-

ایک دن حضور نے اثنائے تذکرہ فرمایا: "کہ میں نے حضرت محدث صاحب کی تاریخ وفات آیت کریمہ سے پائی، جس سے ان کا مرتبہ بھی معلوم ہوتا ہے، اور یہ آیت کریمہ حضور نے تلاوت فرمائی "یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِاٰنِیَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّاَکۡوَابٍ" اسی وقت میں نے آیت کریمہ کے اعداد جوڑے تو ۱۳۳۴ھ نکلے، لیکن میرے دل میں ایک کھٹک تھی جس کو کہنے کی ہمت نہ ہوئی، لیکن اعلیٰ حضرت نے اس پر مطلع ہو کر فرمایا: کیا کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

اتنا اشارہ پا کر میں نے عرض کیا آیت کریمہ "وَیُطَافُ" ہے اس پر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا کہ پوری آیت اس بندہء خدا کی تاریخ ہوگی جس کا انتقال چھ(٦) سال بعد میں ہوگا، اس وقت میرا ذہن حضور کی طرف نہ گیا لیکن جب حضور کا انتقال ۱۳۴۰ھ میں ہوا تو معاخیال آیا کہ اعلیٰ حضرت نے اس دن کو اپنی ہی طرف اشارہ فرمایا تھا مگر میں سمجھ نہ سکا-

{حیات اعلیٰ حضرت جلد سوم، ص: ۲۸۳}

چناں چہ سرکار اعلیٰ حضرت کا وصال ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ-

۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء کو بروز جمعہ دو بج کر ۳۸/منٹ پر ہوا-

انا للہ وانا الیہ راجعون

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

یہ قصہء لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا وہ آغاز باب تھا-

رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اہل سنت کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے-

و ما علینا الا البلاغ

محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی -رام گڑھ-
{رکن: مجلس علماے جھارکھن}